رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۳۷

عام چندہ سالانہ پیشگی چار روپے (للعہ)

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر انگریزی ماہ کی ۶-۱۳-۲۰-۲۷ تاریخ کو فاروق منزل قادیان سے

فاروق

ایڈیٹر قاسم علی

جلد (۱۰) مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۲۵ء مطابق ۲۷ صفر ۱۳۴۴ ہجری نمبر (۲۱)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت اولوالعزم فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت بفضلہ صحت پذیر ہے۔ بعض وقت کچھ تکلیف ہو جاتی ہے۔ احباب دعاء صحت بلا ناغہ پنجگانہ نمازوں میں کرتے رہا کریں۔

(۲) خاندان رسالت میں ہمہ نوع عافیت ہے۔ اور نواب صاحب قبلہ مع متعلقین بخیریت ہیں۔

(۳) بٹالہ اور امرتسر کی انجمن ہائے احمدیہ کے جلسے ۷ لغایت ۹ ستمبر ہوں گے۔ جن میں خاکسار ایڈیٹر فاروق بھی بحکم ناظر صاحب دعوت و تبلیغ جائیگا۔ احباب بخیریت واپسی اور فتح اسلام و کامیابی سلسلہ کی دعا کریں۔

(۴) مرزا محمد حسین صاحب ترگڑی سے احباب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں۔ کہ ان کی ایک بیوہ بہن اور بیوہ کا والد بیمار ہیں۔ نیز میاں جمال الدین صاحب اور ان کی دختر بیمار ہیں۔ ان سب کی زندگی و صحت کے لئے دعا فرمائی جاوے۔

(۵) جن احباب نے دو دو تین تین بار فاروق کے وی پی بلا وجہ معقول واپس کئے ہیں انکے نام تیسری اور چوتھی دفعہ پھر وی پی بھیجا گیا ہے امید ہے کہ اسدفعہ واپس کر کے بار بار محصول وی پی کا نقصان نہ دینگے۔ اب جو وی پی واپس آئیں گے۔ واپس کنندہ احباب کو بذریعہ اخبار اسم وار مطلع کیا جائیگا۔

بُتوں کے کس لئے بندے بنیں اللہ کے ہوتے

(از حافظ سلیم الدین صاحب متعلم احمدیہ کالج قادیان)

ہمارے ماند پڑ جاتے ہیں نور ماہ کے ہوتے
چلیں کیوں ٹیڑھے رستے صاف سیدھی راہ کے ہوتے
قسم گنگا کی کھائیں کس لئے "واللہ" کے ہوتے
غرض کیا ہے ہمیں کرشن و رام و لچھمن سے
نہ بید کی ضرورت ہے نہ انجیل اور اقدس کی
نہ سید باب ہے سچا نہ اسکا جانشیں صادق
عبث ہی منتظر رہنا کسی دجال کانے کا
نہ گاندھی کی ضرورت ہے نہ شوکت کی ہے کچھ حاجت
خدا کے فضل سے ہر بات میں افقہ ہے اور احسن
بڑے سرکش ہیں او ظالم۔ خدائے پاک کے مجرم
ہلاکت میں پھنسانیکے لئے کافی ہے نفس اپنا
بلا تیغ و تبر کردینگے چھلنی ہم ترا سینہ
خدا کو چھوڑ کر پوجا کریں کیوں غیر کی حافظ
ضرورت حوض کی رہتی نہیں ہے چاہ کے ہوتے
نہ کہیں "امر بہائی" کیوں ہم امر اللہ کے ہوتے
نہ کہیں کیوں نام شنکر داس عبد اللہ کے ہوتے
چلیں ہم انکے پیچھے کیوں رسول اللہ کے ہوتے
کتاب پاک نور الحق کلام اللہ کے ہوتے
ہیں دونو مدعی جھوٹے جری اللہ کے ہوتے
"بہاء اللہ" کے ہوتے "ثناء اللہ" کے ہوتے
بشیر الدین والاشان و عالیجاہ کے ہوتے
ضرورت کیا ہے امروہی کی سردار شاہ کے ہوتے
کریں جو قتل مرتد حکم لا اکراہ کے ہوتے
ضرورت کچھ نہیں شیطاں کی اس گمراہ کے ہوتے
نہیں مظلوم کو تیروں کی حاجت آہ کے ہوتے
بُتوں کے کس لئے بندے بنیں اللہ کے ہوتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گاہے چنیں مسلماں دیدم نہ دیدہ بودم

سلطان ابن سعود کی مدینہ پر گولہ باری

اس خبر وحشت اثر کو خواہ کتنا ہی حامیان نجدی چھپانا چاہیں۔ یا مسلمانوں کے دلوں سے اس کے دردناک اثر کو ہٹانیکی اپنی ملمع سازیوں سے کوشش کریں۔ لیکن اہل نجد کے گذشتہ افعال پر نظر کرتے ہوئے جو انھوں نے مکہ معظمہ کے بعض مساجد و مقابر گرائے ہیں یہ بعید از خبر اعتماد کے قرین ہے۔ یہ ممکن ہے کہ مکہ معظمہ میں جو کچھ کیا ہے۔ وہ ان مردہ سنت کو زندہ کرنے اور عمل بالحدیث کے مدعیوں نے بخیال خود شریعت کی پیروی میں کیا ہو۔ اور مدینہ منورہ پر بے احتیاطی سے گولہ باری کرتے پر مسجد نبوی صلے اللہ علیہ وسلم اور گنبد خضراء کو صدمہ پہنچا ہو۔ نہ کہ دانستہ۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ نجدیوں کا مدینہ طیبہ پر حملہ کرنا ہی اُن کے اہلحدیث ہونے پر خاک ڈال رہا ہے۔ کیا مدینہ کے قابض کوئی دشمن اسلام اور باغی سنت خیرالانام لوگ تھے جو اُن پر حملہ کرنا ضروری تھا؟ ہرگز نہیں! وہ بھی اپنے آپ کو مسلمان اور خادم اسلام اور متبع و فدائے آنحضرت صلعم بتاتے ہیں۔ ہاں وہ دشمن رسول تو نہیں البتہ دشمن اہل نجد ہیں اس لئے نجدیوں کا اُن پر حملہ کرنا خلاف حدیث ہی نہیں بلکہ ان کے لئے باعث شرم ہے۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو بڑا متبع و شیدائے اسلام ظاہر کرتے ہیں۔ پس مدینہ منورہ کا حملہ انہوں نے کسی دشمن اسلام پر حملہ نہیں کیا۔ بلکہ اپنے دشمن کو برباد کرنے کی غرض سے مدینۃ الرسول اور گنبد خضراء اور مسجد نبوی اور اہل مدینہ کے احترام کو ناقابل معافی صدمہ پہنچایا ہے۔ اگر ان کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوتی۔ جو النبی اولیٰ بالمومنین من انفسہم کے ارشاد باری کے مطابق ہونی چاہئے تھی۔ تو وہ ہرگز یہ حرکت ناروا اور عملہ کی طرح نازیبا اختیار نہ کرتے۔ ان کو چاہئے تھا۔ کہ وہ مدینہ منورہ کو فتح کرنے کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے اس بلدہ طیبہ کا محاصرہ کر لیتے۔ اہل مدینہ یا امیر علی اینڈ کو کی حمایت کرنیوالوں کا آب و دانہ بند کر دیتے۔ ان کی راہ فرار تنگ کرتے تاکہ وہ عاجز ہو کر ہتھیار ڈال دیتے۔ نہ کہ اُن توپوں سے گولہ باری کرتے جو زمین کی تہ تک کو اُڑا دینے والی ہیں۔ اس گولہ باری میں یقیناً گنبد خضراء کو صدمہ پہنچنے کا احتمال ہو سکتا تھا۔ اور وہ ظہور میں آگیا۔ ان نجدیوں سے تو تُرک ہی زیادہ محب اسلام ثابت ہوئے جبکہ ان پر فوج شریف نے گولہ باری کی اور ان کا ایک گولہ حرم محترم کے پردہ کو آگ لگانیکا موجب ہؤا تو ترکوں نے فوراً صلح کا نشان کھڑا کر کے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور مکہ اُن کے سپرد کر دیا۔ تاکہ حرم محترم کے احترام کو قائم رکھا جائے۔ مگر وائے بر حال اہل نجد کہ انہوں نے اس امر کی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ کہ مدینہ پر زمانہ حال کی توپوں سے گولہ باری کرنے لگ پڑے اور نہ سوچا کہ اس سے احترام مدینہ قائم نہ رکھنے سے مسلمانوں کو ناقابل برداشت رنج والم و صدمہ پہنچے گا۔ اور ہم خدا و رسول کو کیا مُنہ دکھائیں گے۔

پس امرتسری اہلحدیث ہوں یا مولانا شوکت علی فدائے خلافت یا کوئی اور حامئی اہل نجد ہو۔ ان کے اس ہوش ربا واقعہ کی لفظی تردید کرنے سے مسلمانوں کے دل ٹھنڈے نہیں ہو سکتے۔ یہ صرف بعض کو خاندان شریف کی دشمنی اور بعض کو اہل نجد کی محبت نے اندھا کر دیا ہے۔ کہ وُہ روایات اسلام کو پس پشت ڈالکر ناحق ایک مکروہ فعل کی پردہ پوشی کے لئے اپنے ایمان اور اسلام کو برباد کر رہے ہیں۔ ہمیں اہل نجد سے کوئی عداوت نہیں اور نہ خاندان شریف سے کوئی مودت۔ ہمیں تو اس سے محبت ہے۔ اور اسکے ہم غلام ہیں جسکو آنحضرت صلعم سے وہ تعلق ہو جو اسکا دنیا کے کسی رشتہ میں نہ پایا جائے۔ اسلئے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ پر حملہ کرنیوالوں سے خواہ وہ نجدی ہوں۔ یا خاندان شریف دلی نفرت ہی اور رہیگی۔ اور خدا ہمارے اس قول پر کافی گواہ ہے۔ مولانا شوکت علی صاحب اور مولوی ثناء اللہ صاحب کا اس دل آزار خبر کی تردید کرنا محض نفس پرستی اور دھوکہ دہی ہے۔ نہ کہ آنحضرت صلعم کی محبت کا اثر۔ ان دونوں کو اور ایسے ہی انکے ہمنواؤں کو چونکہ خاندان شریف سے بوجہ ترکوں کے ساتھ جنگ کرنے کے خاص عداوت ہے۔ اور نجدیوں سے بوجہ مخالفت شریف انس اسلئے وہ اس اندھی عداوت اور محبت میں جو خدا کیلئے بلکہ محض اپنے خیال کی بنا پر نفس کیلئے ہے۔ اس خبر کو جھٹلانے کی لوہے کی تاروں اور سیاہی کی قلموں سے ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خوب علیم ہے۔ اور ہر ایک کے دل کے حال کو جانتا ہے کہ وہ زبان سے کیا کہہ رہا ہے۔ اور دلمیں اسکے کیا ہے۔ اور کتنی محبت اسکے سینہ میں آنحضرت صلعم کی بھری ہوئی ہے۔ آج اگر سیٹھ چھوٹانی شوکت علی کی والدہ مکرمہ کو گالی دیتا ہے تو مولانا محمد علی اور شوکت علی دونوں چیخ اُٹھتے ہیں لیکن آنحضرت صلعم کے روضہ اقدس کے گنبد اور مسجد نبوی کے قبہ کو گولہ باری سے صدمہ پہنچنے کی خبر سنکر انکے دلمیں اتنا بھی رنج نہیں ہوتا جتنا کہ والدہ صاحبہ کو گالی سنکر ہوتا ہے۔ ایسے دعویٰ محبت رسولؐ اگر طفلانہ حرکت نہیں تو اور کیا ہے۔ ہم بجز اسکے کیا کہہ سکتے ہیں۔ کہ اللہ سے دعا کریں وہی اسکا حافظ و ناصر ہو کیونکہ ہمارے پاس سوائے دعا کے اور کوئی ہتھیار نہیں ہے۔

جوہر شفائی زندگی

یہ خشک سفوف ہے جس کا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے پُرانا بخار و کھانسی۔ خشک یا تر بلغم خون آتا ہو۔ سِل کے کیڑوں کو فنا کرتا ہے۔ تپ دق کو جس سے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہوں۔ مرد و عورت سب کو یکساں مفید قیمت نہایت کم جو سو روپے کو بھی مفت۔ فی تولہ عگر علاوہ محصولڈاک جو ایک ماہ کو کافی ہے۔ حکیموں کو بھی اس کا مطب میں رکھنا ضروری ہے۔ پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ

المشتھر

ایس عزیز الرحمٰن۔ قادر بخش انجنیر قادیان۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلے علیٰ رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۶ ستمبر سنہ ۱۹۲۵ء

کمیونی کیٹڈ

سوامی دیانند کے قرآن کریم پر اعتراضات

ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب کا جواب

نمبر (۲)

اعتراض نمبر (۲) دیانندجی مہاراج الحمد للہ رب العٰلمین الرحمٰن الرحیم پر اعتراض کرتے ہیں۔ جو حسب ذیل ہے۔

"اگر قرآن کا خدا دنیا کا پروردگار ہوتا۔ اور سب پر بخشش اور رحم کیا کرتا تو دوسرے مذہب والوں اور حیوانات وغیرہ کو بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل کرانے کا حکم نہ دیتا۔ اگر معاف کرنیوالا ہے۔ تو کیا گنہگاروں پر بھی رحم کریگا؟ اور اگر کرے گا۔ تو آگے ذکر آئیگا۔ کہ کافروں کو قتل کرو۔ یعنی جو قرآن اور پیغمبر کو نہ مانیں۔ وے کافر ہیں۔ ایسا کیوں کہتا؟ اسلئے قرآن خدا کا کلام ثابت نہیں ہوتا۔"

الجواب اس تحریر میں دو اعتراض ہیں۔ (۱) جبکہ خدا تعالیٰ ارحم الراحمین ہے اور سب پر بخشش کرنے والا ہے۔ تو اس نے حیوانات کے ذبح کی کیوں اجازت دی۔ اور کافروں کو مروانے کے کیوں فرمان جاری کئے۔

ذبح حیوانات کے متعلق گذشتہ نمبر میں کچھ لکھا جا چکا ہے۔ اور باقی آئندہ حسب موقعہ درج ہوگا۔ اس جگہ مختصر طور پر مسئلہ جہاد کے متعلق لکھا جاتا ہے۔ کیونکہ موجودہ وقت میں یہی اسلام کو سب سے زیادہ مطعون کرنے کی وجہ "تلوار" ہی قرار دی جاتی ہے۔ اور معاندین اسلام اس مسئلے کو اپنے ہاتھ میں ایک کاری حربہ سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ سوامی جی کی آنے والی تحریرات سے بھی واضح ہو جائیگا۔

اسلام کی ابتدائی حالت اسلام مظلومانہ حالت میں نمودار ہوا اور مخالفوں کے ظلم و ستم کا ہمیشہ تختہ مشق بنا رہا۔ عرب جیسی وحشی اور بے عنان قوم اپنے عقائد کی مخالفت دیکھ کر کیونکر خاموش رہ سکتی تھی۔ وہ مسلمانوں اور بانیٔ اسلام سے برسر پیکار کھڑی ہوئی۔ اب کیا حالت تھی؟

"آپ جب وعظ کہنے کھڑے ہوتے اور قرآن مجید پڑھتے تو لوگ غل مچاتے۔ کہ کوئی شخص ان کی بات نہ سن سکے۔ آپ کو کہیں کھڑا نہ ہونے دیتے۔ اور جب وہ تنگ ہو کر چلے جاتے۔ تو ان پر پتھر اور ڈھیلے پھینکے جاتے۔ یہاں تک کہ آپ کے ٹخنے اور پنڈلیاں زخمی ہو جاتیں۔ اور خون بہنے لگتا.... حضرت کے اوپر جو ظلم ہوتا تھا۔ اسے جس طرح بن پڑتا تھا۔ وہ برداشت کرتے تھے۔ مگر اپنے رفیقوں کی مصیبت دیکھ دیکھ کر انہیں بھی تاب نہ رہتی تھی۔ ان غریب مومنوں پر ظلم و ستم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔ لوگ انہیں پکڑ کر جنگل میں لے جاتے اور برہنہ کر کے شدت کی دھوپ میں جلتی تپتی ریت پر لٹا دیتے اور ان کی چھاتیوں پر پتھر کی سلیں رکھ دیتے۔ گرمی کی آگ سے تڑپتے۔ مارے بوجھ کے زبان باہر نکل پڑتی۔ بہتیروں کی جانیں اس عذاب میں نکل گئیں۔"

(سوانحعمری بانیٔ اسلام مرتبہ شردھے پرکاش دیوجی صفحہ ۳۶)

بانیٔ اسلام صلعم کی ہجرت آئے دن کے مصائب نے مسلمانوں کی انتہائی بیکسی نے آنحضرت صلعم کو اپنے مالوف وطن کو ترک کرنے پر مجبور کر دیا۔ آپ چند جان نثاروں کی معیت میں مکہ سے دور مدینہ میں جا پناہ گزیں ہوئے۔ لیکن دشمن نے آپ کو وہاں بھی آرام نہ کرنے دیا۔ بلکہ ایک عظیم الشان لشکر جرار لیکر مدینہ پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ ہوا۔ اس خبر سے نہتّے مسلمانوں کے شکستہ دلوں پر جو اثر ہوا۔ اس کا کسی قدر اندازہ ایک ہندو مؤرخ کے الفاظ سے ہو سکتا ہے۔ لکھا ہے۔

"اس خبر نے مسلمانان مدینہ میں نہایت پریشانی اور گھبراہٹ پیدا کر دی۔ ان کی حالت نہایت مظلومانہ تھی۔ وہ اپنا گھر بار چھوڑ کر جلا وطن ہوئے۔ اور پردیس میں آ پڑے۔ تب بھی انہیں امن نصیب نہ ہوا۔ وہ اپنے بال بچوں اور عورتوں کی طرف سے نہایت سراسیمہ تھے۔ اور حیران تھے۔ آخر ہمارا کیا قصور ہے جس کے عوض ہم پر ظلم و ستم روا رکھا جاتا ہے۔ کیا یہی ہمارا قصور ہے۔ کہ ہم ایک خدا کی پرستش کرتے ہیں۔"

(سوانحعمری حضرت محمد صاحب صفحہ ۶۷)

جنگ کا کیوں حکم ہوا ان حالات میں جبکہ ان کی عزت و آبرو اور جان و مال سخت خطرے کی حالت میں تھے۔ انہوں نے مدافعانہ رنگ میں اور خود حفاظتی کے لئے تلوار اٹھائی نہ کہ کفار کو حلقہ بگوش اسلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بنانے کی غرض سے۔ چنانچہ قرآن پاک میں بھی وارد ہوا ہے۔

اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر۔ الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ (الحج ع ۶)

کہ مسلمانوں کو جنگ کی اجازت محض اس لئے دی گئی ہے۔ کہ ان پر ظلم کیا گیا۔ اور خدا تعالیٰ انکی تائید و نصرت پر قادر ہے۔ انکو صرف خدائے واحد کا نام لیوا ہونیکی وجہ سے دربدر کیا گیا"

ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے کون عقلمند کہہ سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں نے اشاعت اسلام کے لئے تلوار اُٹھائی۔ اسلام کے تو معنے ہی صلح اور آشتی کے ہیں۔ اور مومن طبعی طور پر جنگ و جدال سے بیزار ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔

کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم۔ (البقر)

کہ تم پر جنگ کرنا ضروری ہو گیا۔ حالانکہ وہ تم کو پسندیدہ نہیں۔ کیونکہ مومن کی قوت جاذبہ اور روحانی کشش کے اظہار کا موقعہ پورے طور پر زمانہ امن میں ہی ہوتا ہے۔

تلوار اُٹھانیکی دوسری وجہ } اسلام کے تلوار اُٹھانے کی دوسری وجہ یہ تھی۔ کہ تا مذہبی آزادی حاصل ہو۔ جیسے فرمایا۔

وقاتلوھم حتے لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ فان انتھوا فلا عدوان الا علے الظالمین (بقرہ ع ۲۴)

وحرض المومنین عسے اللہ ان یکف بأس الذین کفروا (نساء ع ۱۱)

کہ ان محاربین (لڑنے والوں) سے لڑو تا کہ فتنہ فرو ہو جائے۔ اور مذہبی آزادی حاصل ہو۔ اگر وہ شرارتوں سے باز آجائیں۔ (کافر ہونے کی حالت میں ہی) تو ان سے کوئی گرفت نہ کی جائے۔ ہاں جو ظلم پر کمربستہ رہیں۔ ان کا مقابلہ کیا جائے۔

جنگ کرنیکی تیسری وجہ } تیسری غرض یہ تھی۔ کہ ہر مذہب کے معبد آزاد ہوں۔ جیسے فرمایا۔

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا۔ (الحج ع ۶)

کہ اگر اللہ ظالم کو اپنے کیفر کردار تک نہ پہنچائے۔ تو مجوس۔ نصاریٰ۔ یہود۔ اور مسلمانوں کی عبادت گاہیں سلامت نہ رہ سکیں۔ بلکہ مسمار کر دیجائیں۔ ان کی حفاظت اور بچاؤ کے لئے ضروری تھا۔ کہ مسلمانوں کو ایشوری آشیرباد ملے۔ کیونکہ لکھا ہے۔

"میری یہ آشیرباد انہیں لوگوں کے لئے ہے۔ جو نیک اعمال اور نیک خصال ہیں۔ نہ کہ ان کے لئے جو عوام یعنے رعیت کے لوگوں پر ظلم و ستم کرنے والے ہیں میں بدکردار ظالموں کو کبھی آشیرباد نہیں دیتا"

(رگوید ۱۔ ۳۔ ۱۸۔ ۲ بھومکا صفحہ $\frac{۱۴۳}{۱}$)

پس یہ خیال غلط ہے۔ کہ اسلام نے جبر کے لئے تلوار اُٹھائی۔

قتال کی چوتھی وجہ } چوتھی وجہ جنگ کی عہد و پیمان کا توڑنا اور کفار کا ابتداءً حملہ کرنا تھی۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

الا تقاتلون قوما نکثوا ایمانھم وھموا باخراج الرسول وھم بدءوکم اول مرۃ (توبہ ع ۲)

کیا تم اس قوم سے جنگ نہ کرو گے جنہوں نے اپنے عہود کو پس پشت ڈالکر بے گناہ مسلمانوں کو تہ تیغ کیا۔ اور رسول اکرمؐ کو وطن سے نکالا۔ اور پھر تم سے برسر پیکار ہوئے۔

جس قوم سے عہد ہو۔ وہ اگر عہد توڑ بھی دے۔ تب بھی اسلام اچانک حملہ کی اجازت نہیں دیتا۔ بلکہ فرماتا ہے۔

واما تخافن من قوم خیانۃ فانبذ الیھم علی سواء (انفال ع ۷)

اگر تم کو کسی قوم کی خیانت و بدعہدی سے خطرہ ہو۔ تو پہلے تم ان کو آگاہ کر دو۔

ویدک جنگ } ساجی دوستو! کہاں یہ پاکیزہ تعلیم اور کہاں ویدک دھرم کی آگیا۔ (تعلیم) کہ

جب یہ معلوم ہو جاوے۔ کہ فوراً لڑائی کرنے سے کسی قدر تکلیف پہنچے گی۔ تب **دشمن سے میل کر کے وقت مناسب** تک صبر کرے"

(بحوالہ منوستیارتھ پرکاش باب ۶ صفحہ ۱۷۲)

"جیسے بگلا تصور باندھے ہوئے مچھلی کے پکڑنے کو تاکتا رہتا ہے۔ ویسے ضروریات کی فراہمی کے لئے غور کیا کرے۔ دولت وغیرہ چیزوں کو اور طاقت کو بڑھا کر دشمن کو زیر کرنے کے لئے شیر کی مانند طاقت کو کام میں لائے۔ اور **چیتے کی مانند چھپ کر دشمن کو پکڑے** نزدیک آئے ہوئے طاقتور دشمن سے خرگوش کی مانند دور بھاگ جاوے۔ اور بعد ازاں انکو حکمت سے پکڑے"

(ستیارتھ پرکاش باب ۶ صفحہ ۱۷۶)

"مطلب براری کے لئے مناسب یا غیر مناسب وقت میں دشمن کے ساتھ جو اپنا یا کسی دوست کا خطاوار ہو لڑنا۔ گویا دو قسم کی بنا پر جنگ کرنی چاہیئے" (بحوالہ منو $\frac{۷}{۱۲۲}$ ستیارتھ باب ۶ صفحہ $\frac{۱۷}{۱}$)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسلمانوں کے جنگ کی پانچویں وجہ

جنگ کی پانچویں وجہ یہ تھی۔ کہ کمزور بیکس و بےبس مسلمان مرد و عورت جو کفار کے ہاتھوں اذیت اٹھا رہے تھے۔ ان کو آزاد کرایا جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا (نساء ع ۱۰)

کہ مظلوم مسلم قیدیوں کی آہ و فغاں اور چیخ و پکار اب حد سے تجاوز کر چکی ہے۔ اور ان کے ظلم کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ لہٰذا اے آزاد مسلمو! تم اپنے بھائیوں کو آزاد کراؤ۔

کیا اسلام کیلئے جبر جائز ہے؟

اصولی طور پر اسلامی لڑائیوں کی پانچ وجوہ لکھنے کے بعد ہم یہ بتاتے ہیں۔ کہ قرآن کریم نے کس پُر حکمت بیان سے جبر و اکراہ کو ناجائز قرار دیا ہے۔ فرماتا ہے۔

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول فان تولیتم فانما علیٰ رسولنا البلاغ المبین۔ (تغابن ع ۲)

کہ رسول کی ڈیوٹی (فرض) صرف اسی قدر ہے۔ کہ وہ لوگوں کو پہنچا دے۔ جبر کر کے منوانا اس کی ذمہ واری نہیں۔ پھر خواہ لوگ مانیں یا نہ مانیں۔ اس کے بعد زیادہ زور سے فرمایا۔

ولو شاء ربک لاٰمن من فی الارض کلھم جمیعا افانت تکرہ الناس حتیٰ یکونوا مومنین (یونس ع ۱۰)

کہ اگر خدا تعالیٰ جبر سے منوانا چاہتا تو سب لوگوں کو مسلمان بنا دیتا۔ کیا اب تو مومن بنانے کے لئے جبر کرے گا۔ یعنے نہیں۔

پھر اس سے بھی بڑھ کر فرمایا۔

لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی (بقرہ ع ۳۴)

کہ مذہب کے متعلق مت جبر کرو۔ کیونکہ ہدایت و ضلالت میں کھلا کھلا امتیاز قائم ہو چکا ہے۔ اب جبر کی حاجت ہی نہیں۔

جنگی قواعد

مسلمانوں کو جن حالات میں تلوار اٹھانے کی اجازت ملی تھی۔ وہ اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ لیکن جس قسم کی وہ اجازت تھی۔ اور اس کی جو غرض تھی۔ اس کا اندازہ ان قیود و شرائط سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ جن کو خود قرآن پاک نے بیان فرمایا ہے۔

اول۔ قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین (بقرہ ع ۲۴)

صرف ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔ اور زیادتی مت کرو۔ کیونکہ ایسوں سے خدا کو پیار نہیں۔ گویا عورت بچے۔ بوڑھے بیمار اور نہ لڑنے والوں سے لڑنا اسلامی حکم کے صریح خلاف ہے۔

دوم۔ فمن اعتدیٰ علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدیٰ علیکم (بقرہ) جو تم پر زیادتی کرے۔ تم اس سے اتنا ہی بدلہ لے سکتے ہو زیادہ نہیں۔

سوم۔ وان جنحوا للسلم فاجنح لھا وتوکل علی اللہ (انفال ع ۸)

کفار جس وقت بھی صلح کی طرف مائل ہوں تم بھی صلح پر رضامند ہو جاؤ۔ اور خدا پر بھروسہ کرو۔

سماجی دوستو! کیا بالجبر اشاعت دین کرنے والا مذہب کبھی اس قسم کا حکم دے سکتا ہے نہیں نہیں!! کیا ویدک دھرم میں بھی اس کی کوئی نظیر ہے؟

چہارم۔ وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتیٰ یسمع کلام اللہ ثم ابلغہ مامنہ ذالک بانھم قوم لا یعلمون (توبہ ع ۱)

ایام جنگ میں بھی اگر کوئی مشرک تمہاری پناہ لے۔ تو اس کو پناہ دو۔ تبلیغ دین کرو۔ لیکن اس کو اس کے گھر تک یا امن پہنچانے کے تم ذمہ دار ہو۔ کیونکہ وہ جانتے نہیں۔

سماج کے ممبرو! کیا ویدوں میں اس کی عشر عشیر رواداری بھی پائی جاتی ہے؟ انصاف

پنجم۔ جو قیدی بنکر مسلمانوں کے قبضہ میں آجاویں۔ ان کے متعلق ارشاد ہے۔ فاما منا بعد واما فداء حتیٰ تضع الحرب اوزارھا (محمدؐ ع ۱)

کہ خواہ ان کو بطور احسان آزاد کر دو یا ان سے کچھ فدیہ لے لو۔ تا وقتیکہ جنگ کا خاتمہ ہو جائے۔ چنانچہ صحابہ کرام کا قیدیوں سے جو سلوک تھا۔ اس کو ایک غیر مسلم کی زبانی پڑھئے۔

"جب تک یہ قیدی مسلمانوں کے پاس رہے۔ مسلمانوں نے ان کی خاطر و تواضع کی۔ اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونے دی۔ جب ان قیدیوں میں سے سب سے پہلا قیدی رہائی پا کر مکہ میں آیا۔ تو اہل اسلام کی نسبت اس نے اپنی یہ رائے ظاہر کی۔ کہ خدا ان کا بھلا کرے وہ ہم کو سواری دیتے تھے۔ اور خود پیادہ پا چلتے تھے۔ وہ ہم کو گیہوں کی روٹی کھانے کو دیتے تھے۔ اور آپ کھجوریں کھا کر گزارہ کرتے تھے۔"

(سوانحعمری حضرت محمدؐ صفحہ ۷۰)

اس مختصر تحریر سے ثابت ہو گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو قتل کے لئے تلوار نہیں دی۔ بلکہ قتل سے بچانے کے لئے انکو حکم دیا۔ اور عقلاً بھی کوئی مذہب کیونکر جبر سے پھیل سکتا ہے۔ یہ وہ جبر سے اپنے ہوئے لوگ اس مذہب کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مارا آستین نہ ثابت ہونگے۔ نیز تلوار چلانے والے کہاں سے آئے تھے۔ ان کو کس تلوار کے ذریعہ منوایا گیا۔ مسٹر کارلائل نے کیا خوب کہا ہے۔

”تلوار کے زور سے مذہب قبول کروانے سے پہلے ضرور ہے۔ کہ تلوار حاصل کی جائے“

لہذا سوامی جی کا یہ اعتراض باطل ہو گیا۔ کہ دوسرے مذہب والوں یا کافروں کو قتل کرنے کا حکم ہے۔ ہاں اگر منصفانہ مقابلے اور شریروں کو ان کی شرارت کی سزا کی اجازت سوامی جی کے نزدیک رحم کے منافی ہے۔ تو یہ ان کی سمجھ ہے۔ ورنہ کوئی عقلمند اس بارہ میں ان سے متحد نہ ہوگا۔

اگر دشمنوں کو مارنے اور ان سے مقابلہ کرنیکا حکم ظلم ہے۔ تو سوامی جی اور آریہ سماج کا اس کتاب کے متعلق کیا فیصلہ ہے جس میں لکھا ہے۔

(۱) ”اے پرمیشور! تو بدوں پر غصہ کرنے والا ہے۔ اس لئے مجھے بھی اپنی سچائی کے بل پر بدوں کے ساتھ سختی کرنے یا ان کو سزا دینے کی عادت دے“

(یجروید $\frac{19}{9}$ بھومکا صفحہ ۹۴)

ویدوں کی تعلیم جنگ کے متعلق

(۲) ”اے دشمنوں کو مارنے والے! اصول جنگ میں ماہر بے خوف وہراس۔ پُرجاہ وجلال عزیز و اور جوانمردو! تم سب رعایا کے لوگوں کو خوش رکھو۔ پرمیشور کے حکم پر چلو۔ اور بد فرجام دشمن کو شکست دینے کے لئے لڑائی کا سرانجام کرو۔ تم نے پہلے میدانوں میں دشمنوں کی فوج کو جیتا ہے۔ تم نے حواس کو مغلوب اور روئے زمین کو فتح کیا ہے (خواب ہیں ناقل) تم رویئں تن اور فولاد بازو ہو اپنے زور وشجاعت سے دشمنوں کو تہ تیغ کرو۔ (آریو! پرمیشور کا رحم کدھر گیا؟) تاکہ تمہارے زور بازو اور ایشور کے لطف وکرم سے ہماری ہمیشہ فتح ہو“ (بھومکا ص۱۴۳ اتھروید)

(۳) اے عالم وفاضل اراکین سبھا!

..... اپنے زیر سایہ کل رعایا کو پورا پورا سکھ پہنچانے کے لئے اس قلمرو کو دشمنوں سے خالی اور ہر قسم کے خلل سے پرامن کرو“

(اتھروید ۶-۱۰-۶۸ بھومکا ص۱۴۱)

(۴) اے انسانو! تمہارے آیدھ یعنے توپ بندوق وغیرہ آتشگیر اسلحہ اور تیر کمان تلوار وغیرہ ہتھیار میری عنایت سے (نہ نہ انسانوں کے عمل سے) مضبوط و فتح نصیب ہوں۔ بدکردار دشمنوں کی شکست اور تمہاری فتح ہو تم مضبوط طاقتور اور کار نمایاں کرنے والے ہو۔ تم دشمنوں کی فوج کو ہزیمت دیکر ادھر ادھر رو گردان وپسپا کرو۔ تمہاری فوج جرار نہایت کارگزار اور مشہور ونامور ہو۔ تاکہ تمہاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قائم ہو۔ اور تمہارا حریف ناہنجار شکست یاب ہو۔ اور نیچا دیکھے“

(رگوید ۱-۳-۱۸-۲ بھومکا ص۹۵)

(۵) ”اے ذی علم مدبران سلطنت واہل رعایا..... روئے زمین کو دشمنوں سے خالی کردو“ (سوائے قتل کے اور کیا صورت ہو سکتی ہے۔ ناقل)

(یجر $\frac{9}{4}$ (ستیارتھ پرکاش باب ۶ ص۱۵۱)

(۶) راجہ کیسا ہونا چاہیئے؟ لکھا ہے۔

”ظلم وبیداد کا انسداد کرنے والا بدچلن لوگوں کو خاک کر دینے کے لئے آگ جیسا ہو“

(منو $\frac{7}{4}$ ستیارتھ صفحہ ۱۵۲)

(۷) ”جو شخص وید اور عابد لوگوں کی وید کے مطابق بنائی ہوئی کتابوں کی بے عزتی کرتا ہے اس وید کی برائی کرنے والے منکر کو ذات جماعت اور ملک سے نکال دینا چاہیئے“

(بحوالہ منو $\frac{2}{11}$ ستیارتھ باب ۳ صفحہ ۵۶)

ان حوالجات بالا سے ویدوں کی منصفانہ تعلیم ظاہر ہے۔ ہم آریہ سماج کے تعلیم یافتہ ممبروں سے التماس کرتے ہیں۔ کہ وہ غور کریں۔ کہ کیا سوامی جی کا اعتراض شیش محل میں بیٹھ کر قلعہ پر پتھر برسانے کی مانند نہیں؟ اور کیا ویدک تعلیم ناقص۔ متعصبانہ اور بھیانک نہیں؟

دوسری شق دوسرا اعتراض یہ ہے۔ کہ اگر خدا رحم کرے گا۔ تو کیا گنہگاروں پر بھی رحم کرے گا۔

الجواب:۔ ہاں صاحب گنہگاروں پر بھی کرے گا۔ بلکہ ہر آن میں کر رہا ہے۔ اس کا گنہگاروں کو کھانا دینا اور دیگر ضروریات زندگی عنایت کرنا۔ اور پھر ان کو مہلت دینا تاکہ وہ اصلاح کر لیں۔ اس کے رحیمانہ افعال ہی ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔

ولو یواخذ اللہ الناس بظلمهم ماترك عليها من دابة ولكن يؤخرهم الى اجل مسمى (النحل ع ۸)

کہ اگر اللہ تعالیٰ ہر گنہگار سے فوراً مواخذہ کرتا تو سب کو ہلاک کر دیتا۔ مگر وہ اپنے رحم کے ماتحت ان کو مہلت دے رہا ہے تاکہ وہ اصلاح کریں۔ اور اپنے محبوب کو شناخت کر کے اسی پر شیفتہ و فریفتہ ہو جائیں۔

یوم الحساب میں بھی رحم کریگا۔ گناہ بخش دے گا۔ اور برائیاں ڈھانپ دے گا۔ اور اپنے رحم اور مغفرت کی چادر کے نیچے چھپا لیگا۔

سوامی کے چیلو! اسلامی خدا کی حالت آرین پرمیشر کی طرح یہ نہیں۔ کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ کیونکہ ایک طرف تو آرین خدا اپنے آپ کو ”بحر رحمت“ کہے۔

(گائتری منتر ستیارتھ ص۲۲)

لیکن بغیر انسانی اعمال کے وہ کوئی احسان نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہی کوئی گناہ معاف کر سکتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیونکہ سوامی جی نے بھی لکھا ہے۔

سوال۔ "ایشور اپنے بھگتوں کے پاپ معاف کرتا ہے۔ یا نہیں؟

جواب۔ نہیں" (ستیارتھ باب ۷ دفعہ ۴)

آریہ سماج ہمیں اس "بحر رحمت" "رحم کے سمندر" میں سے رحم کا ایک قطرہ ہی بتا دے کیونکہ اندریں صورت تناسخ باطل ہو جاتا ہے۔ گویا رحم اور تناسخ ضدین ہیں۔ اور سوامی جی دونوں کے قائل ہیں۔ حالانکہ جناب کا ہی ارشاد ہے۔

"ایک دوسرے کے متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں۔"

(ستیارتھ صفحہ ۵۶۸)

(باقی پھر)

تحقیق وید

نمبر (۲)

گائتری منتر جس کا روزانہ دو دفعہ پڑھنا ضروری ہے۔ کا ترجمہ مع "مزید تشریح" کے سوامی جی نے یوں تحریر کیا ہے۔

"اے انسانو! جو سب قادروں میں قادر سچدانند سروپ اور بے حد۔ دائمی پاک علیم مطلق۔ ہمیشہ بالطبع آزاد۔ رحم کا سمندر سچا منصف۔ پیدائش اور موت وغیرہ کی تکلیفوں سے بری۔ صورت و شکل نہ رکھنے والا۔ سب کے دل کی باتوں کو جاننے والا۔ سب کا سہارا۔ پتا پیدا کنندہ اناج وغیرہ سے سب کی پرورش کرنے والا۔ حشمت و جلال والا۔ دنیا کو بنانے والا۔ پاکیزہ وجود اور حاصل کرنے کے لائق ہے۔ ایسے پرماتما کی پاکیزہ اور علیم مطلق ذات کو ہم دل میں جگہ دیں۔ بدیں غرض کہ وہ پرمیشور جو ہماری آتما اور عقل کو ضبط میں رکھنے والا ہے۔ ہمکو بد اعمال کی راہ سے ہٹا کر نیک اعمال یعنی راہ راست پر چلاوے اس کو چھوڑ کر ہم لوگ دوسری کسی چیز کا خیال نہ کریں۔ کیونکہ نہ تو اس کے کوئی برابر ہے اور نہ اس سے زیادہ۔ وہی ہمارا پتا۔ راجہ۔ حاکم اور تمام راحتوں کا بخشنے والا ہے۔"

(ستیارتھ پرکاش باب ۳ دفعہ ۸)

اعتراضات (۱) "سب قادروں میں قادر" کا فقرہ بتلاتا ہے۔ کہ اور بھی بعض ہستیاں قادر ہیں۔ وہ کون ہیں؟ ان میں اور ایشور کے قادر ہونے میں مابہ الامتیاز کیا ہے؟

(۲) اس منتر میں خدا کو "علیم مطلق" قرار دیا ہے۔ لیکن رگوید اشٹک ۷۔ ادھیائے ۸۔ ورگ ۱۸ منتر ۲ کا ترجمہ سوامی جی نے یوں کیا ہے۔

"اے بیاہے ہوئے مرد عورتو! تم دونوں رات کو کہاں ٹھیرے تھے؟ اور دن کہاں بسر کیا تھا؟ تم نے کھانا وغیرہ کہاں کھایا تھا؟ تمہارا وطن کہاں ہے۔ جس طرح بیوہ عورت اپنے دیور کے ساتھ شب باش ہوتی ہے۔ یا جس طرح بیاہا ہوا مرد اپنی بیاہتا عورت کے ساتھ اولاد کے لئے یکجا شب باش ہوتا ہے۔ اسی طرح تم کہاں شب باش ہوئے تھے؟"

(رگوید آدی بھاشیہ بھومکا صفحہ ۱۳۵)

سماجیو! ذرا ان دونوں میں تطبیق تو دے کر بتلاؤ۔

(۳) کہا تو یہ گیا ہے۔ کہ ایشور "رحم کا سمندر ہے"۔ لیکن بین تناسخ کے نزدیک ہمیں جو آرام پہنچتا ہے۔ یا جس سکھ کو ہم حاصل کرتے ہیں۔ وہ ہمارے ہی گزشتہ اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ایشور کا اس میں ذرا دخل نہیں۔ وہ ایک مشین ہے۔ اگر تم جو ڈالو گے۔ تو جو کا آٹا برآمد ہوگا۔ اور اگر گندم ڈالو گے تو گندم کا آٹا نکلے گا۔ اور اگر کچھ نہ ڈالو گے۔ تو کچھ نہ نکلے گا۔ گویا ایشور کا اپنا ارادہ کوئی چیز نہیں۔ اور جو رائی کے دانے کے برابر احسان نہیں کر سکتا۔ اس کو "رحم کا سمندر" قرار دینے سے بڑھ کر اور کیا جھوٹ ہو سکتا ہے؟

(۴) اس منتر میں ایشور کو "پیدائش اور موت وغیرہ کی تکلیفوں سے بری" قرار دیا ہے۔ گویا پیدائش ایک تکلیف ہے۔ ایسے ہی موت بھی۔ اب سوال ہے۔ کہ جب روح و مادہ خود بخود ازلی ابدی ہیں۔ اور بقول آریہ سماج ایشور نے ان کو جوڑ کر پیدا کیا۔ اور مرن جنم کے چکر میں ڈالدیا۔ اب سماجی دوست بتلائیں۔ کہ روح اور مادہ نے کونسے گناہ کئے تھے۔ جن کی وجہ سے وہ "پیدائش کی تکلیف" میں ڈالے گئے۔ اگر کہا جائے۔ کہ اتصال سے پہلے کوئی عمل تھے۔ تو سوال ہوگا۔ کہ پھر اتصال کی کیا ضرورت تھی۔ اور مادہ کو تو غیر چیتن مانا گیا ہے۔

موت جب تکلیف ہے۔ اور تکلیف بغیر گناہ کے نہیں ہوتی۔ تو ماننا پڑا۔ کہ ہر شے چونکہ مرتا ہے۔ لہذا گنہگار ہوتا ہے۔ گویا دوسرے لفظوں میں کسی انسان کا پاک ہونا ویدک دھرم کی رو سے محال ہے۔

(۵) ایشور کو "سب کا سہارا" قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ روح و مادہ کو خود بخود مانا جاتا ہے۔ معلوم ہوا۔ ایشور سب کا سہارا نہیں۔ اور اجزاء عالم کا سہارا نہیں۔ بلکہ وہ خود بخود ہیں۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ کل یعنے مجموعہ عالم کا بھی سہارا نہیں۔ لہذا وہ کسی چیز کا سہارا نہ ٹھیرا۔ کیا سماج اس صفت باری کو ثابت کرنے کے لئے عدم روح و مادہ کی قائل ہوگی؟

(۶) خدا کو "پیدا کنندہ" قرار دیا ہے۔ حالانکہ آریہ سماج کے اعتقاد کے ماتحت اس نے نہ روح کو پیدا کیا۔ اور نہ مادہ کو۔ ہاں کمہار کی طرح انکو جوڑ دیا ہے۔ اگر کمہار کو پیدا کنندہ کہا جا سکتا ہے۔ تب تو بے شک ایشور بھی پیدا کنندہ کہا جا سکتا ہے۔ ورنہ یہ جھوٹ ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۷) ایشور کو سب کی پرورش کرنے والا بتایا گیا ہے۔ اس کی پرورش چہ معنی دارد؟ جبکہ سب اناج وغیرہ انسانی افعال کا ہی نتیجہ ہیں۔ اور روح و مادہ تو غیر حادث ہیں۔ ان کی پرورش کا کیا مطلب ہے؟

(۸) راہ راست پر چلانے کی دُعا کی ہے۔ اول تو تناسخ کی صورت میں دعا محض بیکار اور بے اثر ہے۔ اور دعا کے مؤثر ہونے کی صورت میں تناسخ باطل ٹھہرتا ہے۔ کیا خدا جبراً ہدایت دیا کرتا ہے؟

(۹) لکھا گیا ہے۔ کوئی اس کے برابر نہیں۔ حالانکہ روح و مادہ قدیم۔ ازلی۔ ذاتی اوصاف والے اور ابدی ہونے میں اس کے برابر ہیں۔ (بقول آریہ سماج)

(۱۰) ایشور کو "حاکم" کہا گیا ہے۔ حالانکہ جب اس نے روح و مادہ کو پیدا نہیں کیا۔ تو وہ ان پر حاکم کس وجہ سے؟ کیا آریہ سماج اس کی حکومت کی وجہ بتائے گی؟

(۱۱) اس کو "تمام راحتوں کا بخشنے والا" حالانکہ وہ ذرہ برابر بخشش نہیں کر سکتا۔ کیونکہ لکھا ہے "اس کی تجویز جیووں کے کرموں کے مطابق ہوتی ہے۔ نہ کسی اور طرح" (ستیارتھ صفحہ ۲۷۰) لہٰذا اسکو بخشنے والا کہنا صریح جھوٹ ہے۔

(باقی دارد)

(خاکسار۔ اللہ دتا جالندھری مولوی فاضل قادیان)

سیاہ کارو اپنی چالوں پر نظر کرو

نمبر ۲

(از سید ارشد صاحب اشرفی لکھنوی)

طلسم کدۂ بہائیت کی غارت گر انسانیت پتلیاں موسمی حالات و مناظر کے تھیٹریکل اسٹیج پر رقاصانہ

تیر اندازی اور بازی گرانہ موج و بیم کو عنفوان ہیجان پر کچھ اس بری طرح نثار و قربان ہوئیں۔ کہ بظاہر اپنی رسمی ناموس کا بھی پاس و خیال نہ کیا۔ ہم بھی حیران تھے۔ کہ الٰہی اس قربان گاہ میں کونسی ایسی داخلی کشش ہے جس کی غیر مانوس بو سے چند عجائب پرست اور پیشہ ور ہستیاں گرسنہ ازلی کی طرح اوندھے منہ گر پڑیں۔ یہ معمۂ فقدانِ حقیقت کچھ آسان نہ تھا۔ جو منکشف ہوجاتا۔ اب اس مبتدا کی خبر کے لئے یہ سلسلہ ملاحظہ فرمائیے۔

"جس نے طور پر کلام کیا تھا۔ آج وہ تخت ظہور پر جلوہ افروز ہے۔ اور تمام آدمی اللہ کے آگے کھڑے ہیں"

خاک بدہنش یہ ایک ایرانی صاحب کا زعم باطل اور قول بَین ہے۔ جس کے لئے کسی تشریح و توضیح کی ضرورت نہیں۔ مرزا حسین علی صاحب ایرانی فرماتے ہیں۔ کہ جس نے طور پر حضرت موسٰے سے کلام کیا تھا۔ (نعوذ باللہ) وہ مابدولت ہی تو ہیں۔ جو تخت ظہور پر جلوہ افروز ہیں۔ اور آپ ابن آدم نہیں۔ بلکہ نقل کفر کفر نباشد اللہ ہیں۔ اور بنی آدم آپ کے سامنے کھڑے ہیں۔

خدائے ایران کے بندوں کی گواہی

کوکب ہند ۹ جولائی ۱۹۲۵ء صفحہ ۱۲
"سمت ۱۸۶۲ اور سمت ۱۸۶۹ کے درمیان

حضرت بہاء اللہ نے شاہانِ عالم کو اپنی الواحیں بھیجیں۔ جن میں بتایا کہ خدا اپنی ازلی اور غیر فانی محبت کے باعث جو اوسے اپنی مخلوق سے ہے۔ عالم امکان میں اپنے مظہر کے ذریعہ ظاہر ہوا ہے۔ اور اس نے اپنے جمال کے لئے بشری نقاب اختیار کیا ہے"

ایک ضدی بہائی

یہ امر واضح اور مبرہن ہے۔ کہ ایک ضعیف انسان کو کوئی عقلمند کیا معمولی سمجھ کا آدمی بھی خدا نہیں مان سکتا۔ اور یہ ایک ایسی ذلیل اور مضحکہ خیز بات ہے۔ جو کسی طرح انسانی دماغ میں سما نہیں سکتی۔ مگر جن کی عقلیں سلب ہو جائیں۔ اور جن بدباطنوں کا خدا تعالیٰ پر ایمان ہی نہ رہا ہو۔ اونہیں کون سمجھائے۔ دیکھئے یہ محسوس کرتے ہوئے بھی کہ ایک بول و براز کرتا ہوا ذلیل قیدی خدا تو درکنار ایک اچھے چال چلن کا انسان بھی نہیں ہو سکتا۔ مرزا حسین علی کا ایک عاقبت فراموش بندہ کہتا ہے "صحیح معنوں میں بہائی وہی ہے۔ جو نہ صرف حضرت بہاء اللہ کے دعوے اور اونکے دستور العمل کو تسلیم کرتا ہے۔ بلکہ جہاں تک اوسکے ممکن ہے۔ اور اس سے ہو سکتا ہے۔ عمل کرنے کی انتہائی کوشش کرتا ہے"

"خواہ حشر کچھ ہی ہو"

دیکھئے بہائی رزاقیت کے بداطوار مادے اور ایک ایرانی قیدی کے ناجائز بُت کی محبت میں یہ بندۂ خدائے ایران کس بری طرح دین و دنیا سے کھو یا گیا۔ یعنے بہاء اللہ کے خدا ماننے اور اس کے قابل نفرت دستور العمل پر قدم مارنے سے خواہ حشر کچھ ہی ہو لیکن یہ بندۂ انسان عقل و خرد کو بالائے طاق رکھ کر حسین علی ایرانی کو خدا ضرور مانیگا۔ آہ ایسے ضدی اور خدائے برحق سے برگشتہ انسان پر جتنا بھی افسوس کیا جائے۔ کم ہے۔ افسوس ان بہائیوں کی عقلوں میں کیا گھس گیا ہے۔ ہائے اسلام کی دشمنی میں ان کی فطرتیں کیسی مسخ ہو گئیں۔ سچ ہے جس نے اسلام کے علاوہ دین اختیار کیا۔ وہ ہرگز قبول نہ کیا جائیگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک تیسرا دشمن اسلام بہائی

کوکب ہند صفحہ ۲۱ تا ۲۲ "اگر بانئے اسلام کی شخصیت بلند تھی۔ تو حضرت بہاء اللہ کی شخصیت کچھ کم نہیں۔ وہ کتاب جس پر اسلام کی بنیاد ہے۔ مسلمان بے نظیر سمجھتے ہیں۔ تو حضرت بہاء اللہ کی کتاب کو تمام دنیا بے مثل بتاتی ہے۔ اگر وہ قانون جو اسلام نے دیئے تھے۔ اس وقت کے لئے بہترین تھے۔ تو جو قوانین حضرت بہاء اللہ نے دیئے ہیں۔ وہ آج کے دن ہر مضطرب اور پریشان حال کی تسکین کا باعث ہے۔ اگر اسلام کے پھیلانے والوں کی قربانیاں بڑی تھیں تو حضرت بہاء اللہ کے خدام کی قربانیوں نے ہر مثال پر فوقیت حاصل کر لی ہے۔ اگر اسلام کا اثر اپنے وقت کی تاریخ پر تیز اور جلد پڑا تو امر بہائی نے جو اثر تمام دنیا کے حوادث و رجحان پر ڈالا ہے۔ اوس سے ہر واقف کار متحیر ہے۔ اگر اسلام نے ایک ایسی عام تحریک دینداری اور اخلاق میں شروع کی جس کے اثر کا دائرہ وسیع تھا۔ تو اس عمومی تحریک نے جس کو حضرت بہاء اللہ نے شروع کیا ہے۔ اور جو عالم انسانی اور عوالم مادوں تک محیط ہے۔ اور ہر بلند پرواز کو بہت پیچھے چھوڑ دیا" (کنونشن نمبر کوکب ہند)

واہ! جناب ڈاکٹر صاحب اس دعویٰ نجس پر بھی آپ کو فخر ہی ہوگا۔ قرآن شریف جیسے بے نظیر اور پر حکمت شریعت سے کسی موہوم اور معدوم از دنیا کتاب کو بے مثل اور فرقان مجید پر نعوذ باللہ فوقیت کا ناپاک اور یاوہ ہوا ذلیل اور بہت ذلیل دعوے بے بنیاد کرتے شرم بھی نہ آئی۔ سچ ہے اسلام سے برگشتہ ہونے کے بعد انسان انسان بھی نہیں رہتا۔ آج تک جس نام نہاد شریعت کو عدم محض سے منصۂ وجود میں لانا تو درکنار اوسکے ماننے والوں نے بھی کبھی بھول کر زیارت نہ کی ہو۔ اوس زمانہ ساز شریعت کو جناب ہی جیسے دل و دماغ کا انسان قرآن شریف سے نعوذ باللہ افضل ہونیکا ناپاک و نامعقول دعوے کرے گا۔ رہا

آپکا بے ستر محبوب اور بقول خود ناری جوان کا یہ شیطانی دعوے کے نعوذ باللہ وہ سردار کونین سلطان الانبیاء آقائے نامدار حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل ہے۔ یہ اس کی تیرہ بختی اور آپ کی شقاوت قلبی کا قابل نفرت اور بے بنیاد صرف دعویٰ ہی دعوے ہے۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

دجالانہ ڈھٹائی

دجل و فریب۔ کذب۔ تحریری سرقہ۔ بے حیائی۔ بے شرمی۔ یہ وہ احکام نامعقولہ ہیں جن کو بہائی شریعت نے صرف جائز ہی نہیں۔ بلکہ سزا یافتہ عکہ نے اپنے بے تکے چاہنے والوں کے لئے شیر مادر کی طرح حلال کر دیا ہے۔ دنیا میں کوئی مکاری۔ غداری۔ بے حیائی۔ ایسی نہیں جو اہل بہا سے نہ شرماتی ہو۔ بے حیا سے بے حیا انسان بھی اپنی پردہ دری پر کچھ نہیں تو آنکھیں ہی نیچی کر لیتا ہے۔ لیکن حسین علی ایرانی کے ڈھیٹ اور دیدہ دلیر پجاری بڑی سے بڑی ذلت مسکنت اور روسیاہی کے بعد بھی مونچھوں پر تاؤ ہی دیتے نظر آتے ہیں۔ محفوظ الحق کی واشگاف پردہ دری سے کم و بیش بہت لوگ واقف ہو چکے ہیں۔ گمنام مضامین کی اشاعت مساجد میں اپنے عقیدے کے خلاف قبلہ کی طرف مونہہ کر کے نماز پڑھنا۔ مسلمانوں میں مسلمان بنا۔ مسلمان بنکر خفیہ طور پر جواز سود پر لیکچر دینا تو آپ کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ جب کوئی مسلمان بظاہر اسلامی تعلیم اسلام سے ناواقف دیکھا۔ مقطع شکل بنا کر کہا۔ کہ بھائی (نعوذ باللہ) قرآن شریف کی تعلیم اب ہمارے لئے واجب العمل نہیں۔ زمانہ نے بہت ترقی کر لی ہے۔ تمام مذاہب والے اپنی تعلیموں میں تبدیلیاں کر رہے ہیں۔ اب دنیا کے لئے ایک نئی شریعت کی ضرورت ہے۔ جب اس دشمن اسلام کی ان حرکات کا پتہ لگا۔ اور اس عدوئے شریعت محمدیہ کو پکڑا گیا۔ تو دیکھئے کیا کہتا ہے۔

"میں بہاء اللہ کو مسیح موعود مانتا ہوں۔ بلکہ موعود کل ادیان ساتھ ہی حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو راستباز اور ایک رنگ میں مسیح موعود مانتا ہوں۔ میں بہائی ہوں۔ احمدی بھی ہوں۔ میں مسلمان ہوں بابی بھی ہوں۔ بابی جو سید علی محمد باب کو مہدی موعود مانتے ہیں۔ میں ان کو مہدی موعود مانتا ہوں"

سوال جو بہائی نہ ہو۔ اوس کو کیا سمجھتے ہیں۔

جواب "میں اس کا جواب ایسی جلدی نہیں دے سکتا۔ میں حضرت اقدس مرزا صاحبؑ کو ایک رنگ میں مہدی موعود مانتا ہوں۔ مجھے حضرت مرزا صاحبؑ کے کسی الہامی عقیدہ سے انحراف و اختلاف نہیں"

"**بعض احکام قرآن شریف کے ایسے ہیں۔ جو بہاء اللہ کی وحی کے ماتحت تبدیل ہو گئے ہیں۔** بعض حالات کے لحاظ سے میں بہاء اللہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل سمجھتا ہوں میں پانچ اسلامی نمازوں کا پڑھنا فرض نہیں سمجھتا۔ مگر پڑھتا ہوں۔ کیونکہ شریعت بہاء اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

...ں کو جائز رکھا ہے۔ بہاء اللہ نے بھی ایک نماز فرض کی ہے۔ وہ تین نمازیں روزانہ ہیں۔ اور میں پڑھتا ہوں تین سال سے میں بہائزم کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ اب جب میں علیگڈھ سے واپس آیا ہوں۔ اُس وقت سے موجودہ کیفیت ہے۔ یعنی بہائی ہوں۔ بہائی فرض نماز جو نہ پڑھے وہ گنہگار ہے۔ چونکہ شریعت جدیدہ کا ظہور ہو گیا ہے اسواسطے اسلامی روزے رمضان کے اب فرض نہیں۔ میں نے ماہ مارچ میں بہائزم کے ماتحت کوئی روزے نہیں رکھے۔ حج کعبہ کے متعلق مجھے معلوم نہیں۔ کہ فرض ہے یا نہیں۔ تحویل قبلہ عکہ کی طرف ہو چکی ہے۔ میں کبھی نماز عکہ کی طرف منہ کر کے پڑھتا ہوں۔ جب مساجد میں پڑھتا ہوں۔ تو مکہ کی طرف منہ کر کے پڑھتا ہوں " (دستخط محفوظ الحق)

اس دجالانہ بیان سے باخدا حضرات اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ ایسے سگ دنیا و ہر یہ غش لوگ جو کچھ نہ کر گذریں تھوڑا ہے۔ یہ لوگ مذہب کی آڑ میں شکم پروری کے لئے کیسے کیسے شیطانی وسائل اختیار کرتے رہتے ہیں۔ اُف جو بدبخت لوگ خدا تعالیٰ کو دہوکہ دینے سے نہ ڈرتے ہوں۔ ان ہیں انسانوں سے فریب کرنے میں کیا خوف ہو سکتا ہے۔

پچاس روپیہ انعام

بداندیش اور فریب دہندہ انسان (یعنی اہلہ فریبیوں کے نشہ میں دنیا کو بیوقوف سمجھتا ہے) اپنی مکارانہ تحریر یہ ہے ... نازل ہوتا ... بمبئی کے تمام نہاد بہائی کنونشن میں علمی صاحب کی ایک کاغذی تقریر پڑھی گئی۔ جو کہ بہ ہند کے کنونشن نمبر میں چھپی ہے۔

جس میں کہتا ہے "اسی نذیر الٰہی کے اقتدار ظہور نے بعض مدعیان الہام سے بھی اون کے دعوے سے قبل یوں کہلوایا ۔

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمین
ایں دو شاہد از پئے تصدیق او استادہ اند

یہ شعر حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ السلام کا ہے۔ جو حضور نے اپنے دعوے کی صداقت پر پیش فرمایا ہے۔ اور اصل شعر یوں ہے ۔

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمین
ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

اب بندۂ خدائے ایران علمی کی دجالانہ ڈھٹائی ملاحظہ فرمائیے۔ کہ اس شعر کو سزا یافتہ عکہ کے دعوئے بے بنیاد پر چسپاں کرتا ہوا کس دیدہ دلیری سے تحریف کی نجاست پر مُنہ مارتا ہے۔ یعنے مصرعہ ثانی میں بجائے "من" کے "او" داخل کر کے بہائیوں کو بدھو بنا کر کہتا ہے۔ کہ دیکھو حضرت مرزا صاحب نے بھی بہاء اللہ کے لئے پیشگوئی کی ہے۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرّجیم۔ انصاف پسند حضرات اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ جو شخص محض پیٹ کے لئے اس قسم کی باحیانہ حرکات کرتا ہے۔ وہ اور دعوئے روحانیت۔

سُن اے بندۂ غدائے ایران منافق علمی اگر قول مردان والا مقولہ تیرے نزدیک کچھ وقعت رکھتا ہے۔ تو انا ثیانہ پشواز اتار کر کچھ نہیں تو مخلوق خدا ہی سے شرما کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب سے من کے بجائے او اگر تو ثابت کر دے۔ تو مبلغ پچاس روپیہ انعام دیا جائیگا۔ ورنہ یہ ہمیشہ کی روسیاہی تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لئے رجسٹرڈ ٹریڈ مارک ہو گئی ۔

مولوی کبیر الدین صاحب بریلوی کی خدمت میں گذارش

(۲)

(از مرزا محمد مہدی صاحب شیعہ جنگلی گنج لکھنؤ)

سُنیئے جناب مرزا صاحب۔ آپ نے تحریر فرمایا ہے (من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه ... جبکہ اللہ تعالیٰ نے فلن یقبل منه فرما کر باقی ادیان کو غیر مقبول قرار دیدیا ہے۔ اور اس کی طرف توجہ کرنیکو منع کیا ہے۔ تو انجیل کی اتباع کیسی)

آپ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دین عیسٰے علیہ السلام دین اسلام نہ تھا۔ اور خدا کے حضور غیر مقبول تھا۔ اور انجیل مقدس جو حضرت عیسٰے علیہ السلام پر نازل ہوئی ہے۔ اس میں اسلام کے خلاف کسی اور دین کی تعلیم ہے جو آپ کی دانست میں غیر مقبول ہے۔

غور سے سنیئے۔ خدا فرماتا ہے۔ سلٰم علے نوح فی العالمین .... وان من شیعته لابراھیم۔ (والصفت)

ترجمہ۔ نوحؑ پر تمام عالموں میں سلام ہو۔ ہم نیکی کرنے والوں کو اس طرح بدلہ دیتے ہیں۔ یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ پھر ہم نے اورونکو ڈبو دیا۔ اور یقیناً ابراہیم انہیں (نوحؑ) کے شیعوں میں سے تھے۔ یعنے ابراہیم نوحؑ کے پیرووں میں سے تھے۔ جو دین نوحؑ کا تھا۔ وہی دین ابراہیمؑ کا تھا۔ اگر آپ کو انکار ہو۔ تو کوئی آیت قرآن پیش کیجئے۔

پھر خدا فرماتا ہے۔ قل انّنی ھدانی ربی الی صراط مستقیم دینا قیما ملة ابراھیم حنیفا (انعام)

ترجمہ۔ اے محمدؐ کہدو بے شک مجھکو میرے رب نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

راہ راست کی ہدایت کی ہے۔ وہ پائیدار دین راستی کی طرف مائل ملت ابراہیم (ہے) یعنے جس دین کی آنحضرت صلعم نے ہمکو تعلیم دی ہے وہ ملت ابراہیم ہے۔ اور کوئی نیا دین نہیں ہے اوسی کا نام اسلام ہے ؎

بنایا اپنی امت کو خلیل اللہ کی ملت
ادا حق کر دیا اچھی خلق نے جدامجد کا

پھر خدا فرماتا ہے۔ شرع لکم من الدین ماوصّی بہ نوحًا والذی اوحینا الیک وماوصّینا ابرھیم وموسٰے وعیسٰے ان اقیموا الدین ولا تتفرّقوا فیہ (اے رسول) تمہارے لئے دین کی اس نے وہی باتیں مقرر کی ہیں جس کی نوحؑ کو وصیّت کی تھی۔ اور جس کی تمہاری طرف وحی کی ہے۔ اور جس کی وصیّت کی تھی۔ ابراہیمؑ کو موسٰےؑ کو اور عیسٰےؑ کو کہ اس دین کو قائم رکھو اور اس کے بارے میں فرقہ فرقہ نہ ہو۔ یعنے موسٰےؑ اور عیسٰےؑ کو اور آنحضرت صلعم کو جو کچھ وحی کیا گیا ہے۔ وہ دین اسلام ہے۔ اسمیں دین اسلام کے خلاف کوئی بات نہیں۔

مولانا کیا آیات مذکورہ کے پیش نظر ہونے کے بعد بھی آپ فرماسکیں گے۔ کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام نے جس دین کی تعلیم دی۔ وہ دین اسلام نہ تھا۔ یا انجیل مقدس جو حضرت عیسٰےؑ پر نازل ہوئی ہے۔ اس میں دین اسلام کے خلاف کوئی اور تعلیم نازل ہوئی ہے۔ اگر ایسا ہے۔ تو کوئی محکم آیات قرآن پیش کیجئے۔

خدا انجیل عیسٰی کا مصدق ہے

سورۂ مائدہ کھولکر سامنے رکھئے۔ خدا حضرت عیسٰےؑ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

واٰتینہ الانجیل فیہ ھدًی ونور ومصدّقًا لما بین یدیہ من التوراۃ ھدًی وموعظۃ للمتقین۔

ترجمہ۔ ہمنے اسکو (یعنے عیسٰےؑ کو) انجیل عطا کی جس میں ہدایت ہے۔ اور نور اور اپنے سے پہلے توریت کی تصدیق کرنے والی ہے۔ ہدایت اور نصیحت ہے۔ متقین کے لئے۔ کیا اب بھی آپ کو انجیل مقدس کی تصدیق میں شک ہے؟

قرآن انجیل عیسٰی کا مصدق اور محافظ اور گواہ ہے

اسی سلسلہ میں خدا فرماتا ہے۔ وانزلنا الیک الکتٰب بالحق مصدقًا لما بین یدیہ من الکتٰب ومھیمنًا علیہ۔

ترجمہ۔ (اے رسول) ہمنے تم پر برحق کتاب نازل کی ہے۔ جو اپنے سے پہلے کتاب کی تصدیق کرنے والی ہے۔ اور اس کی محافظ بھی ہے۔ غور کیجئے اس موقعہ پر خدا نے انجیل کا ذکر کیا ہے۔ اور پھر قرآن پاک کا ہذا قرآن سے پہلے والی کتاب سوائے انجیل کے کون ہو سکتی ہے۔ مذکورہ آیت میں مصدقًا اور مھیمنًا حال واقع ہوئے ہیں۔ مھیمنًا کا اصل ھیمن ہے۔ جس کے معنے ہیں حفاظت کرنے والے اور گواہی دینے والے کے۔ کیا اب بھی آپکو انجیل عیسٰے علیہ السلام کی تصدیق میں کوئی شک ہے۔

انجیل عیسٰی دُنیا میں موجود ہے

پھر مذکورہ سلسلہ میں خدا نے فرمایا ہے۔ ولیحکم اھل الانجیل بما انزل اللہ فیہ۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٰئک ھم الفاسقونؕ

ترجمہ۔ لازم ہے۔ کہ اہل انجیل اسی کے مطابق حکم کریں۔ جو اللہ نے انجیل میں نازل کیا ہے اور جو اللہ کے نازل کئے ہوئے کے بموجب فیصلہ نہ کریں۔ وہ فاسق ہیں۔

مولانا غور فرمائیے۔ کہ ایک ذی شعور انسان خدا کو عادل مانتے ہوئے یہ کیسے یقین کرے گا۔ کہ انجیل عیسٰے موجود نہیں ہے۔ مگر خدا نے اہل انجیل کو انجیل کے مطابق عمل کرنیکا حکم دیا ہے۔ ایسی تکلیف جو ان کے نفسوں کی وسعت کے باہر تھی۔ اور پھر طرہ یہ کہ اگر وہ انجیل کے مطابق حکم نہ کریں تو فاسق ہیں۔

پھر فرماتا ہے۔ قل یااھل الکتٰب لستم علٰے شیئٍ حتّٰے تقیموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیکم من ربکم۔

ترجمہ۔ اے محمدؐ کہدو کہ اے اہل کتاب تم کسی دین پر نہیں ہو جب تک کہ تم توریت انجیل اور جو کچھ تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ (یعنے قرآن) قائم نہ کرو۔

مولانا غور فرمائیے۔ اگر انجیل موجود نہیں ہے۔ تو خدا اس کے قائم کرنے کی کیوں ہدایت کر رہا ہے یقین رکھیئے انجیل عیسٰے موجود ہے مگر آپ کی سمجھ کا پھیر ہے۔ افسوس ہے۔ آپ حضرات پر جو آیات مذکورہ کی موجودگی میں کہتے ہیں۔ کہ انجیل غائب ہوگئی ہے۔ تتر بتر ہوگئی ہے۔ مسخ ہوگئی وغیرہ وغیرہ۔ آپ لوگ انجیل سے انحراف نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ قرآن پاک سے علیحدگی حاصل کر لی ہے۔ جس کی قرآن میں یہہ بشارت ہے۔

قال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھٰذا القراٰن مھجورًاؕ

قرآن اور انجیل دونوں ساتھ ساتھ واجب العمل ہیں

خدا قرآن پاک میں فرماتا ہے والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالاٰخرۃ ھم یوقنون۔ اولٰئک علٰے ھدًی من ربھم واولٰئک ھم المفلحونؕ

ترجمہ۔ (اے رسول) وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں۔ اُسپر جو تم پر نازل ہوا ہے۔ (قرآن) اور اُس پر جو تم سے پہلے نازل ہوا ہے۔ (یعنے انجیل) اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔ اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

مذکورہ آیت میں چند نکات قابل غور ہیں۔ اوّل یہ کہ خدا نے دونوں کتابوں قرآن اور انجیل پر ایمان لانے کا نتیجہ ہدایت اور فلاح پا جانا بتایا ہے۔ کیا کوئی ذی شعور اس بات کو ممکن تسلیم کرے گا۔ کہ مذکورہ دونوں کتابوں پر ایمان لانے۔ اور ان کی مندرجہ ہدایت اور نصائح پر عمل کرنے سے انکار کرے۔ تب بھی ہدایت یافتہ اور مفلح ہو جائیگا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ اگر آپ کی رائے میں بغیر ہدایات کتب مذکورہ پر عمل کئے ہدایت یافتہ ہو سکتا ہے تو ثبوت پیش کیجئے۔

دوئم۔ یہ کہ جو لوگ کہتے ہیں۔ کہ ما انزل من قبلک سے مراد کل کتب اور صحف ماسبق ہیں۔ وہ غلط کہتے ہیں۔ کیونکہ الیک سے اتصال پیدا ہوا ہے۔ اسلئے صرف انجیل مراد ہے۔

سوئم۔ یہ کہ ما انزل من قبلک میں انجیل کا شامل ہونا مسلم ہے۔ اب تنازع اس امر کا ہے۔ کہ دیگر کتب اور صحف بھی شامل ہیں یا نہیں۔ ایسے موقع پر خدا نے حکم دیا ہے۔ فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول۔ اور خدا اس تنازع کا یہ فیصلہ کرتا ہے۔

یا ایها الذین آمنوا آمنوا باللہ ورسوله والکتاب الذی نزل علی رسوله والکتاب الذی انزل من قبل۔

ترجمہ۔ اے ایمان لانے والو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر۔ اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے۔ اور اس کتاب پر جو اس نے پہلے نازل کی ہے۔ اس آیت میں صرف دو کتابوں پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ اور یہ حکم محصور ہے۔ اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ما انزل من قبلک میں [illegible] کل کتب اور صحف شامل ہیں۔ غلط کہتے ہیں قرآن خدا کا کلام ہے۔ اس میں اختلاف نہیں ممکن ہے۔

چہارم۔ یہ کہ پورے قرآن میں تلاش کیجئے خدا نے صرف انہیں دونوں کتابوں قرآن اور انجیل کو ھدی للمتقین بتایا ہے۔ الم ذالک الکتاب لا ریب فیه ھدی للمتقین۔

ترجمہ۔ اس کتاب میں کوئی شک نہیں ہے ہدایت ہے متقین کے لئے۔ پھر خدا انجیل کی بابت فرماتا ہے۔ وآتینه الانجیل فیه ھدی ونور ومصدقا لما بین یدیه من التوراة ھدی وموعظة للمتقین۔

ترجمہ۔ عطا کی ہم نے عیسے کو انجیل جس میں ہدایت ہے اور نور ہے۔ اور تصدیق کرنے والی ہے۔ اپنے سے پہلے توریت کی ہدایت اور نصیحت ہے متقین کے لئے۔

ہر دو آیات صاف بتا رہی ہیں کہ قرآن اور انجیل دونوں میں متقین کے لئے ہدایتیں اور نصیحتیں ہیں۔ ھدی وموعظة حال واقع ہوئے ہیں۔ ضالین ہیں وہ لوگ جو دونو کی یا دونوں سے ایک کی بھی ہدایت اور نصیحت پر عمل کرنے سے انکار کریں۔ خدا فرماتا ہے ومن یکفر باللہ وملٰئکته وکتبه ورسله والیوم الآخر فقد ضل ضلالا بعیدا۔ یعنے جسنے اللہ کی کتابوں کا بھی انکار کیا۔ وہ ضلالت کے دام میں گھس گیا۔ خدا نے انہیں دونوں کتابوں قرآن اور انجیل کے واجب الاتباع ہونیکا رسول خدا سے اقرار کرایا کہ قرآن میں رجسٹری کر دی ہے۔ قل فأتوا بکتاب من عند اللہ ھو اھدی منهما اتبعه ان کنتم صادقین۔

ترجمہ۔ کہو اے محمدؐ آؤ تم کوئی کتاب اللہ کے بیان سے ان دونوں کتابوں سے زیادہ ہدایت کرنے والی میں اس کی بھی اتباع کرونگا۔ اگر تم سچے ہو۔

مطلب یہ ہے۔ میں ان دونوں کتابوں قرآن اور انجیل کی جو ہدایت کرنے والی ہیں اتباع کرتا ہوں۔ ان دونوں سے زیادہ ہدایت کرنے والی کوئی اور کتاب اللہ کے بیان سے لے آؤ میں اس کی بھی اتباع کرونگا۔ کیا آپ اس مطلب کے علاوہ کوئی اور مطلب بیان کر سکتے ہیں؟ کیا آپ بیان کر سکتے ہیں۔ کہ وہ دو کتابیں جن کا ذکر آیت مذکور میں ہے۔ کونسی ہیں۔ افسوس ہے۔ کہ آپ رسول خدا کے خلاف صرف ایک کتاب کی اتباع کرنیکا اقرار کرتے ہیں اور دوسری کی اتباع کرنیسے انکار کرتے ہیں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ خدا نے قرآن پاک میں سوائے قرآن اور انجیل کے کسی دوسری کتاب یا صحف کو ھدی للمتقین بتایا ہے۔

انجیل عیسٰی موجودہ کتابوں میں سے کونسی کتاب ہے

اس بات کو بڑے غور سے سنیئے۔ انجیل عیسٰی وہ کتاب ہے۔

جو مجموعہ اناجیل کے آخر میں ہوتی ہے جس کے شروع میں لکھا ہوتا ہے۔ (یسوع مسیح کا مکاشفہ جو اسے خدا کی طرف سے اس لئے ہوا کہ اپنے بندوں کو وہ باتیں دکھائے جو جلد ہونیوالی ہیں۔) اس عبارت کی موجودگی میں اس کتاب کو مکاشفات یوحنا کہنا یا یوحنا کی انجیل کے آخری ورق کہنا کسقدر گمراہی اور بے شعوری کی علامت ہے۔ اسی کتاب میں نزول عیسٰی ابن مریم۔ خروج دجال۔ ظہور مہدی آخر الزمان۔ قیامت صغرا کے واقعات کی بشارات موجود ہیں جنکو وضاحت کیساتھ آنحضرت صلعم نے بیان فرمایا۔ جو احادیث میں موجود ہیں۔ اور اہل اسلام کے لئے واجب الاتباع ہیں۔ اس کتاب کا انجیل عیسٰی ہونیکا قرآنی ثبوت یہ ہے۔ کہ جہاں جہاں خدا نے قرآن پاک میں ذکر کیا ہے۔ کہ فلاں فلاں ذکر انجیل میں ہے۔ وہ سب صرف اسی کتاب میں موجود ملینگے انجیل متی انجیل مرقس انجیل یوحنا انجیل لوقا انجیل کبیر وغیرہ میں ہرگز نہیں ملینگے۔ یہ ہی میرا مختصر استدلال جس کی ثبوت میں محکم آیات قرآنی ہیں۔ اگر اسپر بھی جناب نے انکار کیا تو یہ خادم آپکو مجبوراً یہ بشارت پہنچا دیگا۔ والذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنها اولٰئک اصحاب النار هم فیها خالدون ط (اعراف)

(فاروق پریس قادیان میں باہتمام قاسم علی پرنٹر و پبلشر و پروپرائٹر چھپکر فاروق منزل سے شائع ہوا)